Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 32, Sr.No.83, 2011, pp 67 - 98

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۲، اپریل۔جون ۲۰۱۱ء، شمارہ ۸۳

حیوانات، نباتات اور جمادات کا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اقرار و اعتراف
(ایک تحقیقی مطالعہ)

ڈاکٹر غلام یوسف☆

Abstract:

Whenever Allah sent His messengers for the guidance of mankind, He gave them certain supernatural powers so that the dominance of the Prophets is manifested. These supernatural powers are named as signs or 'Burhan'. Divine Authority is made evident through the violation of physical laws of nature in which the prophet performs miracles with God's permission.

It's a human nature that through experience and observation only man attains a certain level of belief. That's the reason why to have faith in the unseen phenomena has been questioned under scientific empirical evidences. As a result man remains under reflectance in accepting the prophetic message. Furthermore the prophets not only offered the intellectual evidences but rather gave empirical evidences for their testimony.

As Allah has scattered His signs in the heavens and the earth, similarly Prophet Muhammad's characteristics are also extended to the far ends of the universe. If a person inclines to calculate these blessings that it would be of no avail.

In this brief article only some of the various miracles are mentioned that emcompasses the inanimate, plants and animal kingdoms. The main purpose is to show that these physical phenomenons of plants, animals and inanimate objects were under the direct influence of Prophet Muhammad (PBUH). For instances the case of dear's bearing witness to the oneness of Allah and His messenger. Moreover the submission of the camels towards their sacrifice in the hands of Prophet Muhammad (PBUH). Moreover the proclamation of the lizard in arabic linguistical measures. Prostration by the trees and holy praises and 'salat-o-salam' by stones and pebbles.

جس طرح رات کی تاریکی کے بعد دن کی روشنی کا آنا قانون قدرت ہے، اسی طرح یہ

☆ چیئرمین، فقہ اور اسلامک لاء، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

بھی ایک سنت الٰہیہ ہے کہ عالم انسانیت میں پر ضلالت وگمراہی کی تاریکی چھاجاتی ہے تو اس کے مطلع سے ہدایت ورہنمائی کا نور آفتاب طلوع کرتا ہے۔سلسلہ مصلحین کے اسی آفتاب ہدایت کا نام ادیان وشرائع کی اصطلاح میں نبی، پیغمبر یا رسول ہے۔

مشکوٰۃ نبوت سے جو نور ہدایت اُبلتا ہے اس کا سرچشمہ وہ نور السموات والارض ہوتا ہے۔جس سے عام مادی آنکھیں خیرہ ہوتیں ہیں۔پیغمبر وہ کچھ دیکھتا ہے جو ہم نہیں دیکھ سکتے، وہ کچھ سنتا ہے جو ہم نہیں سنتے، اس کے احوال وکوائف سے ہم ناآشنا اور اس کے عقل وحواس سے بیگانہ ہوتے ہیں۔مختصراً یوں سمجھیں کہ پیغمبرانہ خصائص کی اصل روح عالم ناسوت سے ماوار کسی عالم غیب کے ساتھ تعلق وربط ہوتا ہے انسان اسی عالم اسرار وغیوب کو اپنی محدود تعبیر میں عالم ارواح عالم مثال وغیرہ سے موسوم کرتا ہے۔

اللہ رب العزت جب حضرات انبیائے کرام کو اپنا رسول وپیغمبر بنا کر بھیجتے ہیں تو اُن کو کچھ نشانیاں بھی عطا فرماتے ہیں جن کو وہ اس عظیم الشان دعوے کے لئے بطور دلیل وحجت پیش کرسکیں۔اس لئے جب ان کو اُمتوں کو دعوت کے لئے بھیجا گیا تو ہمیشہ ''برہان وحجت'' دے کر بھیجا گیا۔قرآن کریم کی متعدد آیات میں اس کی تصریح موجود ہے(۱)

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام جب دنیا میں مبعوث ہوتے ہیں تو انسانیت کو ایسے غیر محسوس جہاں کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں جو عام نظروں سے غیر محسوس ہوتا ہے۔حضرات انبیاء کرام انسانیت کو بتاتے ہیں کہ اس دنیا کے علاوہ ایک دوسرا جہاں بھی ہے جو اس سے کہیں زیادہ وسیع وعریض، پائیدار اور دائمی ہے۔یہ تمام عالم ایک ایسی ہستی کی مخلوق ہیں جو ان سب سے ماوراء ہے جس کے قبضہ قدرت میں کائنات کے ہر ذرہ ذرہ کا وجود وعدم ہے۔ حضرات انبیاء کرام یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اُسی ہستی کی جانب سے انسانیت کی طرف رسول وپیغمبر بنا کر مبعوث ہوئے ہیں۔

یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان صرف اپنے مشاہدات وتجربات پر یقین کرنے کا عادی رہا ہے یہی وجہ کہ انسان حضرات انبیاء کرام کی جانب سے دی گئی انباء غیب پر جزم یقین حاصل کرنے کے لیے کسی نہ کسی سائنٹیفک ومشاہداتی طریقہ کا متلاشی رہا ہے۔اس لیے انبیاء کرام کی دعوت کو فوری تصدیق کرنے میں تأمل سے کام لیتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے دلائل عقلیہ کے ساتھ مشاہدات بھی پیش کیے تا کہ انسانیت انبائے غیب پر ایمان لا کر مطمئن ہوسکے۔ انہی مشاہدات کو معجزات وخوارق عادت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سلیم الفطرت انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے کہ اشیاء میں خواص وتاثیر کا جو اصول اس نے اپنے ذہن میں تراش رکھا ہے وہ باطل تھا تو اب اس میں ایسی بالاتر طاقت کے تسلیم کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے جو خود مادہ کا خالق ہو اور اس کے تمام خواص کا بھی خالق ہو۔

چونکہ ایک مشاہدہ دوسرے مشاہدہ کی تکذیب کرسکتا ہے اس لئے اس کو یہ یقین کر لینا آسان ہو جاتا ہے کہ جس طرح مادہ کے یہ خواص ہیں مادہ میں کسی کی قدرت کی جانب سے پوشیدہ رکھے گئے تھے اسی طرح اسی کی قدرت سے سلب بھی ہوسکتے ہیں اور اِس طرح رفتہ رفتہ اس میں تمام غائبات پر یقین لانے کا رجحان پیدا ہونے لگتا ہے اور کم از کم اتنا ضرور ہے کہ اس کے دماغ میں ان سے کوئی انحراف باقی نہیں رہتا۔

جب انسان اس بات کا مشاہدہ کرتا ہے کہ ان عجائبات کا تعلق حضرات انبیائے کرام کے ساتھ مربوط ہے تو اب اس کے لئے اُن کے دعویٰ رسالت کی تصدیق کرنے اور غیب کی صحیح ترجمان ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ اور انسان یہ تسلیم کر لیتا ہے کہ یہ شخص کوئی ساحر وکاہن نہیں کہ کوئی اس کا مقابلہ کر سکے۔ لہٰذا اگر کسی کو کوئی اصلاح اور فلاح درکار ہے تو وہ صرف اس برگزیدہ ہستی پر ایمان لانے اور اس کی اتباع اور پیروی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ جس برگزیدہ ذات کو حق تعالیٰ نے اپنا خلیفہ، نائب، سفیر اور معتمد خاص بنا کر بھیجا ہو اس کو جھٹلانے اور اس کی مخالفت کا انجام سوائے شقاوت، بدبختی، بدنصیبی اور ہلاکت کے اور کیا ہوسکتا ہے۔

معجزہ کا مفہوم:

معجزہ اس امر خارق للعادت کو کہا جاتا ہے جو کہ مدعی نبوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور کل عالم اس کے معارضہ اور مقابلہ یعنی اس کے مثل لانے سے عاجز اور درماندہ ہو۔ تاکہ منکرین اور مخالفین پر یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ ذات باری اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ ہستی ہے، جس کے دشمنوں کو عاجز کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے غیب سے یہ کرشمہ ظاہر فرمایا اور لوگوں پر یہ امر منکشف ہو جائے کہ اس برگزیدہ ہستی کو تائیدِ غیبی حاصل ہے۔

اصطلاحی لحاظ سے معجزہ صرف اُن خارق عادت اُمور کا نام ہے جو کسی نبی و رسول کے ہاتھ پر ان کے دعوائے نبوت کی تصدیق کے لیے ظاہر ہوں جو خوارق اُن کے دعوائے نبوت سے قبل ظاہر ہوں اصل اصطلاح میں وہ معجزہ نہیں بلکہ وہ ''ارہاص کہلاتے ہیں''(۲)

حامل رسالت دنیائے انسانیت کو جو پیام پہنچاتا ہے اس کی سچائی کی واضح ترین دلیل یا آیت اگرچہ خود یہ پیام اور اس کے حامل کا مجسّم وجود ہوتا ہے تاہم بہ تقضائے لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ یا بہ لحاظ اتمام حجت اس داعی حق کے تعلق سے کچھ ایسے واقعات ظاہر ہوتے ہیں جو عام حالات میں انسانی دسترس سے باہر نظر آتے ہیں اور ان توجیہ و تعلیل سے انسانی عقل اپنے آپ کو درماندہ پاتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پر آگ کا ٹھنڈی ہوجانا، حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے چٹان سے اونٹنی برآمد ہوئی، حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عصا اژدہا بن گیا، حضرت سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کے تخت کا ہوا میں اڑنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چشم زدن میں مسجد حرام سے لے کر مسجد اقصیٰ وسدرۃ المنتہی تک سیر کرلی۔

ان واقعات کی توجیہہ سے چونکہ عقل انسانی عاجز ہے اس لئے اس میں ایک طرح کا غیب نظر آتا ہے اور جس شخص کے تعلق سے ان کا ظہور ہوتا ہے، عالم غیب کے ساتھ اس کے روابط کی نشانی وآیت یا تائید غیبی کا کام دیتے ہیں۔قرآن مجید کی زبان میں اس قسم کے واقعات کا نام بینات وبراہین ہے۔محدثین اس کو دلائل نبوت سے تعبیر کرتے ہیں اور حکماء و متکلمین کی اصطلاح میں ان ہی کو معجزات کہا جاتا ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ معجزات وخوارق کا صحیح عنوان'' آیات و براہین'' ہے اور قرآن کریم نے یہی عنوان اختیار کیا ہے اور معجزہ کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے یہی تعبیر بہت آسان بھی ہے۔قرآن وسنت میں معجزات کا لفظ استعمال نہیں ہوا بلکہ الفاظ سے معجزات کو تعبیر کیا گیا ہے(۳) جیسا کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ: ﴿**فَذٰنِکَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّکَ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ**﴾(۴)

اسی طرح حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام کے ہاتھ پر ظہور پذیر ہونے والے معجزہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿**قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ هَـٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا**

تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾(۵)

تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک معجزہ آ چکا ہے۔ (یعنی) یہی اللہ کی اونٹنی تمہارے لیے معجزہ ہے۔ تو اسے (آزاد) چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں چرتی پھرے اور تم اسے بری نیت سے ہاتھ بھی نہ لگانا، ورنہ وہ دردناک عذاب میں تمہیں پکڑ لے گا۔

یہ ایک مسلّمہ اُصول ہے کہ معجزات کی صحیح حقیقت و مفہوم کو نبوت کے اقرار کے بغیر سمجھنا ممکن ہی نہیں، جس طرح نبوت کی صحیح تفہیم ''اُلوہیّت'' کے اقرار کے بغیر ممکن نہیں۔ البتہ جو شخص اللہ رب العزت کی وحدانیت کے پر ایمان لے آئے تو پھر نبوت کی تصدیق و اقرار کوئی مشکل نہیں رہتا اور جو شخص نبوت کا اقرار کر لیتا ہے اس کے لیے معجزہ کی تصدیق کچھ مشکل نہیں رہتی۔

معجزہ اور قرآن مجید

نصوص قرآنیہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ معجزہ کا اظہار انبیائے کرام کے ارادہ و اختیار میں نہیں ہوتا، معجزہ میں ان کی قدرت یا نفسانی تاثیر کا بھی کوئی دخل نہیں ہوتا، معجزہ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ ہی کے ارادہ اور مشیت پر موقوف ہوتا ہے۔ قرآن مجید جب معجزات کا تذکرہ کرتا ہے تو ہمیشہ اسی تنبیہ کے ساتھ کرتا ہے کہ معجزات بھی رسالت کی طرح رسولوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دے کر بھیجے جاتے ہیں۔

غزوہ بدر کے موقع میں بہت سے معجزات کا ظہور ہوا، ایک معجزہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ (۶) اے (محمد ﷺ) جس وقت آپ نے کنکریاں پھینکیں تھیں تو وہ آپ نے نہیں پھینکیں تھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔

ضرورت معجزہ:

اللہ جلّ شانہ نے بندوں کی ہدایت کے لئے انسانوں اور آدمیوں میں سے رسول و نبی بھیجے تا کہ ان برگزیدہ ہستیوں کے واسطہ سے بندوں تک اپنے احکام پہنچائے اور ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ م بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِ هِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ﴾ (۷) بھولا ہوا وعدہ ان کو یاد دلائے اور اپنی حجت ان پر تمام کر دے ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ

عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾(۸) اور حضرات انبیاء کرام کی تبلیغ کے بعد انسانیت کو اطاعت خداوندی میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔

رسول اور نبی چونکہ انسان ہوتے ہیں ان کی ظاہری صورت اور دوسرے انسانوں کی صورت میں کوئی فرق نہیں ہوتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو معجزات عطا فرمائے جو اُن کی صداقت کی دلیل اور برہان ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں بیان فرماتا ہے(فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ ئِهٖ (۹) یہ عصاء اور ید بیضاء کا معجزہ تیرے پروردگار کی طرف سے تیری رسالت کی دو روشن دلیلیں ہیں۔

ہر دعویٰ کے لئے دلیل ضروری ہے اور جیسا دعویٰ ہو اسی کے مناسبت سے دلیل چاہیے۔ جو ذات نبوت کا دعویٰ کرتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ ربّ ذوالجلال کا خلیفہ، نائب، سفیر اور معتمد خاص بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ لہذا اس کے دعویٰ کی صداقت ثابت کرنے کے لئے غیبی طور پر ایسے اُمور کا ظہور ضروری ہے جس کی مثل لانے سے مخلوق بالکل مجبور اور معذور ہو، تا کہ مخلوق ان خارق عادت اُمور کو مدّعی نبوت کے ہاتھ ظاہر ہوتا ہوا دیکھ کر یقین کر لے کہ یہ تائیدِ غیبی اور کرشمۂ یزدانی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا کسی سبب ظاہری کے اس مدّعی نبّوت کے ہاتھ پر ظاہر ہو رہا ہے اور دیکھنے والا یہ سمجھ لے کہ یہ معجزہ جو ظاہر ہو رہا ہے محض اللہ ربّ العزت کا فعل ہے۔

تعداد معجزات:

رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی سراپا معجزہ ہی معجزہ تھی۔ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

> فإنَّ تعدَادَ أعيانِ دلائلِ النبوةِ مِمَّا لا يُمكِنُ بَشَرًا الْإحاطَةُ بِهِ إذْ كَانَ الْإيمَانُ بِهِ وَاجِبًا عَلَى كُلِّ أحَدٍ. فَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لِكُلِّ قَوْمٍ بَلْ لِكُلِّ شَخْصٍ مِنَ الْآيَاتِ وَالْبَرَاهِينِ مَا لا يُبَيِّنُ لِقَوْمٍ آخرِينَ كَمَا أنَّ دَلَائِلَ الرُّبُوبِيَّةِ وَآيَاتِهَا أعْظَمُ وَأكْثَرُ مِنْ كُلِّ دَلِيلٍ عَلَى كُلِّ مَدْلُولٍ(۱۰)۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے جس طرح پوری کائنات میں اپنی ربوبیت کی معرفت کے لئے فرش تا عرش آیات ونشانیاں پھیلائی ہوئی ہیں اسی طرح رحمت عالم ﷺ کی معرفت کے لیے بھی آیاتِ نبوت کائنات کے گوشہ گوشہ میں بکھیر دی ہیں ان آیاتِ نبوت ومعجزات کو اگر کوئی شخص شمار کرنا

چاہے تو شمار نہیں کرسکتا ہر مومن کے لیے ان تمام دلائل النبوۃ اور معجزات پر ایمان لانا واجب ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وَفِي الْقُرْآنِ مَا يُبَيِّنُ أَنَّهُ كَلَامُ اللَّهِ نُصُوصٌ كَثِيرَةٌ وَكَانَ الَّذِينَ رَأَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَقَلُوا مَا عَايَنُوهُ مِنْ مُعْجِزَاتِهِ وَأَفْعَالِهِ وَشَرِيعَتِهِ وَمَا سَمِعُوهُ مِنَ الْقُرْآنِ وَحَدِيثِهِ أُلُوفًا مُؤَلَّفَةً أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ أَلْفٍ رَأَوْهُ وَآمَنُوا بِهِ(۱۱).

قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس میں بکثرت ایسی نصوص پائی جاتی ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا واضح ثبوت ملتا ہے۔اور صحابہ کرامؓ جنہوں نے نزول قرآن کا مشاہدہ کیا تھا اس میں ایسی نصوص بکثرت پائی جاتی ہیں،صحابہ کرامؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور پذیر معجزات کا مشاہدہ کیا تھا اور اُن کو بقیہ اُمت تک پہچانے میں کی بھرپور کوشش کی تھی ان معجزات کی تعداد لاکھوں میں ہے۔

امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ایک ہزار (۱۰۰۰) سے متجاوز ہیں(۱۲)۔امام نووی شرح صحیح مسلم کے مقدمہ لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد بارہ سو (۱۲۰۰) ہے(۱۳)۔

فقہاء احناف میں سے علامہ زاہدیؒ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زائد ہے،جبکہ بعض محققین کی تحقیق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد تین ہزار (۳۰۰۰) سے متجاوز ہے۔ائمہ حدیث نے معجزات نبوی پر مستقل کتابیں لکھیں جیسے **دلائل النبوۃ للبیہقی**،**دلائل النبوۃ لابی نعیم**(۱۴)۔علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے الخائص الکبریٰ کے نام سے ایک مستقل کتاب آپ کے معجزات پر لکھی،جس میں ایک ہزار (۱۰۰۰) معجزات کا ذکر موجود ہے۔قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد دیگر تمام انبیاء کرام کے معجزات سے کہیں زیادہ ہے(۱۵)۔

علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: نبوت کے دلائل ومعجزات کا ظہور، رسول کی زندگی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ نبوت کے دلائل ومعجزات رسول کی زندگی بلکہ ان ولادت سے قبل بعد الوفات بھی ظاہر ہوتے ہیں، چہ جائیکہ رسول کے دعوائے نبوت کے ساتھ خاص ہو یا منکرین کے مقابلہ کے

ساتھ خاص ہو جیسا کہ بعض علمائے اہل کلام کا گمان ہے(۱۶)۔

علامہ ابن تیمیہؒ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی درخشاں علاماتِ صداقت، آپ کی نبوت کے دلائل ومعجزات آپ کی بعثت سے پہلے، آپ کی بعثت کے دوران، آپ کی تمام زندگی بلکہ وفات کے بعد قیامت تک جاری ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اُن معجزات کا تو شمار ہو ہی نہیں سکتا جو آپ کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد سے تا قیامت بلکہ قیامت کے بعد بھی ظاہر ہوتے رہیں گے۔ بعض محققین کے رائے یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کی تصدیق وتائید کے لیے صرف وہ دلائل ومعجزات جو قرآن کریم سے ثابت ہیں ان کی تعداد دس ہزار سے متجاوز ہے(۱۷)۔

معجزات پر تصنیفات

رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت چونکہ قیامت تک تمام عالم کے لئے ہے۔ اس لئے اللہ جلّ شانُہ نے آپ کو جملہ اقسام عالم سے معجزات اور نشانات عطاء فرمائے تاکہ عالم کی ہر چیز آپ کی نبوت کی دلیل اور برہان ہو اور دنیا کی کوئی نوع ایسی باقی نہ رہے کہ جو آپ کی نبوت کی شہادت نہ دے اس لئے معجزہ نبوت کی دلیل اور برہان ہوتا ہے۔ پس جبکہ عالم کی تمام انواع واقسام میں سے آپ کے معجزات ہوں گے تو عالم کی تمام انواع واقسام آپ کی نبوت ورسالت کی شاہد وگواہ ہوں گی۔

تمام انبیاء کرام پر آپ کی برتری روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ آپ کے تنہا معجزات تمام انبیاء کے کل معجزات سے زیادہ ہیں اور کسی کو نبوت میں شک اور شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اللہ جلّ شانُہ نے آپ کو جو معجزات عطاء فرمائے وہ دو قسم کے ہیں ایک عقلی اور دوسری حسی۔

عقلی معجزات وہ ہیں جنہیں سمجھنے کے لیے عقل درکار ہوتی ہے اور اس قسم کے معجزات کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو دانشمند ہوتے ہیں۔ اور حسی معجزات وہ خارق عادت اُمور ہیں کہ جن کا ادراک حواس سے ہوتا ہے ایسے معجزات کے طلب گار اکثر وہی لوگ ہوتے ہیں جن کو عقلی اُصول سمجھنے کا سلیقہ نہیں ہوتا یا ضدی اور عنادی ہوتے ہیں۔

معجزات کے موضوع پر اکابر محدثین، سیرت نگاروں اور مؤرخین ہمیشہ سے اہتمام کیا اس موضوع پر مستقل تصانیف فرمائیں۔ اور اپنی اپنی تصانیف میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات وفضائل کا

تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ان میں سے اکثر مؤلفین نے اپنی تالیف کو **دلائل النبوہ** کے نام سے معنون کیا ہے اور بعض ائمہ حدیث نے بھی اس موضوع پر مستقل تصنیف کے بجائے اپنی تصانیف میں معجزات کے عنوان سے تذکرہ کیا ہے۔ قاضی عیاضؒ نے **الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ**، علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے **الخصائص الکبری** کے نام سے ایک مستقل تصنیف فرمائی جس میں انہوں نے اُن معجزات کو یکجا کردیا جو متقدمین محدثین کی تصانیف میں موجود تھے۔

معجزات پر تصانیف کی کثرت کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ (تینتیس۳۳) اکابر محدثین نے اپنی تالیفات کو دَلَائِلُ النُّبُوَّة کے نام سے مُعَنْوَنْ کیا ہے:

۱۔ الْحَرْبِیّ ،الْحَافِظِ الْإِمَامِ أَبِی إِسْحَاق إِبْرَاهِیمَ (م:۲۵۵ھ)(۱۸)

۲۔ الْإِمَامِ الْحَافِظِ أَبِی زُرْعَةَ الرَّازِی عبیداللہ بن عبدالکریم(م:۲۶۴ھ)(۱۹)

۳۔ السجستانی : حافظ أبوداود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق (م:۲۷۵ھ)(۲۰)

۴۔ ابن قتیبۃ ،أبومحمد عبداللہ بن مسلم، الدینوری (م:۲۷۶ھ)(۲۱)

۵۔ ابن أبی الدنیا، عبد اللّٰهِ بْنِ محمد بن عبید بن سفیان القشیری(م:۲۸۱ھ)(۲۲)

۶۔ الحربی، أبو إسحاق، إبراہیم بن إسحاق (م:۲۸۵ھ)(۲۳)

۷۔ الفریابی، ابوبکر جعفر بن محمد بن الحسن (م:۳۰۱ھ)(۲۴)

۸۔ أبواسحٰق ،إبراہیم بن حماد بن إسحاق بن اسماعیل (م:۳۲۳،۳۲۰ھ)(۲۵)

۹۔ أبوالحسن الأشعری، علی بن إسماعیل بن أبی بشر إسحاق (م:۳۲۴ھ)۱:۳۵۹(۲۶)

۱۰۔ ألقشیری، ابوبکر بن محمد بن العلاء بن محمد (م:۳۳۴ھ)۱:۳۵۹(۲۷)

۱۱۔ النقاش الموصلی، أبوبکر محمد بن الحسین بن محمد ابن زیاد(م:۳۵۱ھ)(۲۸)

۱۲۔ الطبرانی، الحافظ ابوالقاسم سلیمان بن أحمد (م:۳۶۰ھ)(۲۹)

۱۳۔ الشاشی، أبوبکر محمد بن علی بن إسماعیل القفال(م:۳۶۶ھ)(۳۰)

۱۴۔ الْأَصْبَهَانِی، عبداللہ بن محمد المعروف أبو الشیخ، (م:۳۶۹ھ)(۳۱)

۱۵۔ الخرکوشی، أبوسعد عبدالملک بن أبی عثمان محمد ابراہیم النیسا پوری، (م:۴۰۷ھ)(۳۲)

۱۶۔ الہمدانی، قاضی ابوالحسین عبدالجبار بن احمد ابن عبدالجبار، الشافعی (م:۴۱۵ھ)(۳۳)

۱۷۔ أبونعیم الأصبہانی، أحمد بن عبداللہ بن أحمد (م:۴۳۰ھ)

۱۸۔ الہروی، أبوزرعبد بن أحمد بن محمد (م:۴۳۱ھ)(۳۴)

۱۹۔ المستغفری، جعفر بن محمد بن المعصر بن المستغفر النسفی (م:۴۳۲ھ)(۳۵)

۲۰۔ البیہقی، أبوبکر، أحمد بن الحسین (م:۴۵۸ھ)

۲۱۔ ابن دلہاث، أبوالعباس أحمد بن عمر بن انس بن دلہاث (م:۴۷۸ھ)(۳۶)

۲۲۔ التیمی، شیخ الاسلام ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن فضل، (م:۴۹۱ھ)(۳۷)

۲۳۔ الطالقانی، ابوالخیر أحمد بن اسماعیل یوسف الشافعی، (م:۵۹۰ھ)(۳۸)

۲۴۔ ابن رحمون، أبوالخیر سلامة بن مبارک بن موسیٰ الطیب، (م: ۵۳۰ھ)(۳۹)

۲۵۔ الأصبہانی، ابوالقاسم ناصرالدین، إسماعیل بن محمد (م:۵۳۵ھ)(۴۰)

۲۶۔ ابن الجوزی، ابوالفرج، عبدالرحمٰن بن علی، **الوَفَا فی فَضَائِلِ المُصطفی** (م:۵۹۷ھ) (۴۱)

۲۷۔ المقدسی، محمد بن عبدالواحد بن أحمد الدمشقی الحنبلی (م:۶۴۳ھ)(۴۲)

۲۸۔ لاحق، أبوالکرم، لاحق بن عبدالمنعم بن أحمد (م:۶۵۸ھ)(۴۳)

۲۹۔ الواسطی، احمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن مسعود (م:۷۱۱ھ)(۴۴)

۳۰۔ النقاش، أبوبکر محمد بن حسن (م:۸۵۱ھ)(۴۵)

۳۱۔ الرومی، عبداللہ بن اشرف بن محمد المصری، الصوفی القادری (م:۸۸۹ھ)(۴۶)

۳۲۔ السخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد (م:۹۰۲ھ)(۴۷)

۳۳۔ النبہانی، یوسف بن اسماعیل بن یوسف (م:۱۳۵۰ھ)(۴۸)

اس مختصر مقالہ میں رسول اللہ ﷺ کے صرف اُن چند معجزات کا ذکر کرنا مقصود ہے جوحیوانات اور جمادات کا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے اقرار و اعتراف کرنے سے متعلق ہیں ان معجزات سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات کریمہ کا شجر و حجر اور بہائم پر کس قدر اثر تھا اور وہ آپ کے لئے کس قدر مسخر، مطیع وفرمانبردار تھے:

حیوانات کا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا اقرار و اعتراف

اُمّ مَعْبَد کے مکان میں فروکش ہونے کے دوران معجزات کا ظہور:

سفر ہجرت میں اُمّ مَعْبَد کے مکان پر قیام کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر

کے ایک کونے پر کھڑی لاغر وکمزور بکری کے بارے میں اُم معبد سے پوچھا یہ بکری کیوں کھڑی ہے؟ اُمّ مَعْبَد نے جواب دیا کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں جاسکتی، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ بکری دودھ دیتی ہے؟ اُم معبد نے عرض کیا اس میں اتنا دم کہاں، آپ نے فرمایا مجھے اجازت ہوتو میں دودھ نکال کر دیکھوں؟

اُمّ مَعْبَد نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ دودھ نکال لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے تھنوں پر اپنا ہاتھ پھیرا اور دعاءِ برکت فرمائی تو فورا بکری نے اپنی ٹانگیں پھیلائیں اور خوب دھاروں کے ساتھ دودھ دینے لگی، آپ نے ایک بڑا برتن منگایا جو بکری کے دودھ سے بھر گیا، یہ دودھ ایک بہت بڑی جماعت کے لیے کافی ہوگیا، سب نے سیراب ہوکر پیا تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ دودھ نکالا تو کئی برتن دودھ کے بھر گئے۔

رسول اللہ ﷺ جب اُمّ مَعْبَد کے مکان میں فروکش تھے اِسی دوران مکہ مکرمہ میں بلند آواز سے کوئی اشعار پڑھ رہا تھا مگر کسی کو یہ معلوم نہ ہوسکا وہ کون ہے اور کہاں ہے؟ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

جَزَی اللّٰہُ رَبُّ النَّاسِ خَیْرَ جَزَائِہٖ ... رَفِیْقَیْنِ حَلَّا خَیْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَد

اللہ تعالیٰ اُن ساتھیوں کا بھلا کرے جو اُم معبد کے خیمے میں رونق افروز ہوئے

ھُمَا نَزَلَاھَا بِالْھُدٰی وَاھْتَدَتْ بِہٖ ... فَقَدْ فَازَ مَنْ اَمْسٰی رَفِیْقَ مُحَمَّدِ

وہ ہدایت لیکر تشریف لائے اور اُم معبد کو اُن کی طفیل ہدایت نصیب ہوئی

اور جو بھی محمد ﷺ کا ساتھی بنا وہ یقیناً کامیاب ہوا

لِیَھْنِ بَنِی کَعْبٍ مَقَامَ فَتَاتِھِمْ ...وَمَقْعَدُھَا لِلْمُؤْمِنِیْنَ بِمَرْصَدِ

بنوکعب کو اپنے خاندان کی یہ عورت اور مسلمانوں کے انتظار میں اس کا بیٹھنا مبارک ہو

سَلُوا اُخْتَکُمْ عَنْ شَاتِھَا وَاِنَائِھَا ... فَاِنَّکُمْ اِنْ تَسْاَلُوا الشَّاۃَ تَشْھَدِ

(بغ)

اپنی بہن سے جاکر بکری اور دودھ کے برتن کا حال معلوم کرکے تو دیکھو بلکہ اگر خود اُن کی بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دے گی (۴۹)

وحشی جانور کا رسول اللہ ﷺ کا عزت واحترام کرنا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں ایک جنگلی جانور تھا جب رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لیجاتے تو وہ اِدھر اُدھر دوڑتا اور کھلاڑیاں کرتا تھا اور جیسے ہی آپ گھر تشریف لاتے تو وہ جانور فوراً گھر کے ایک کونے میں دبک کر خاموشی سے بیٹھ جاتا اور کسی قسم کی کوئی حرکت نہ کرتا کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے (۵۰)

ہرنی کا آپ کی نبوت کی شہادت دینا

اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک سفر تھی ہم جنگل سے گذر رہے تھے کہ اچانک ایک غیبی آواز سنائی دی جس میں کوئی یارسول اللہ، یارسول اللہ پکار رہا تھا میں نے دائیں بائیں دیکھا تو مجھے کوئی بھی نظر نہیں آیا، ہم تھوڑی دیر چلے ہی تھے کہ وہی آواز دوبارہ آنے لگی میں اُس آواز کی جانب چلنے لگی تھوڑے فاصلے کے بعد میں دیکھا ایک ہرنی بندھی ہوئی ہے اور اُس کے قریب ایک شخص سو رہا ہے۔

وہ ہرنی رسول اللہ کو دیکھ کر بولنے لگی یارسول اللہ! مجھے یہ شخص تھوڑی دیر پہلے سامنے والے پہاڑ سے پکڑ کر لایا اور اُس نے مجھے یہاں باندھ رکھا ہے۔ جب کہ میرے دو معصوم بچے بھوکے پیاسے جنگل میں موجود ہیں، یارسول اللہ مجھے آزاد کرائیں میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس یہاں خود ہی آجاؤں گی۔

قَالَ رسولُ اللّٰہ وَتَفْعَلِینَ؟ قَالَتْ :عَذَّبَنِی اللّٰہُ عَذَابَ الْعَشَّارِ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ

رسول اللہ ﷺ نے اُس ہرنی سے فرمایا: کیا واقعی تم واپس آجاؤ گی، تو اُس ہرنی نے کہا جی ہاں یارسول اللہ میں واپس آجاؤں گی ،اور اگر میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے وہ سزا دے جو ظالمانہ ٹیکس وصول کرنے والوں کو دے گا۔

رسول اللہ نے اُس ہرنی کو آزاد کردیا وہ جنگل کی طرف چلی اور تھوڑی دیر بعد از خود واپس آگئی، رسول اللہ ﷺ ابھی اُس ہرنی کو باندھ رہے تھے وہ دیہاتی نیند سے بیدا ہوگیا اور کہنے لگا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے اس ہرنی کا شکار کیا ہے۔یارسول اللہ ﷺ کیا آپ کو اس کی ضرورت ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں ،اُس اعرابی نے کہا یارسول اللہ اس ہرنی کو آپ بطور ہدیہ کے قبول فرمائیں، آپ نے اُس ہرنی کو آزاد کردیا۔وَھِیَ تَضْرِبُ بِرِجْلَیْھَا فِی الْأَرْضِ

وَتَقُولُ :أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّکَ رَسُولُ اللَّهِ . تو جنگل کی طرف جھلانگیں لگاتی ہوئی جارہی تھی اور ساتھ ساتھ بول رہی تھی میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (۵۱)۔

بیل اور بھیڑیا کا عبرت آموز کلام کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بیل لئے جارہا تھا جب چلتے چلتے تھک گیا تو بیل پر سوار ہوگیا (قدرت نے اس بیل کو قوت گویائی عطا فرمادی) تو بیل نے کہا ہم سواری کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہم تو صرف زمین میں کھیتی کے کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں لوگوں نے یہ قصہ سن کر تعجب سے کہا، سُبْحَانَ اللّٰه! بیل باتیں کرتا ہے، رسول اللہؐ نے فرمایا میں بھی اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ابوبکرؓ وعمرؓ بھی، حالانکہ وہ اس وقت وہاں موجود بھی نہ تھے۔

اس کے بعد ایک اور شخص کا قصہ بیان کیا جو اپنی بکریوں میں تھا کہ ان میں سے ایک بکری پر بھیڑیے نے حملہ کر کے بکری کو دبوچ لیا، مالک نے بھیڑیا کا پیچھا کر کے اپنی بکری کو چھڑا لیا۔ بھیڑیا بولا اچھا دیکھوں گا بھلا اس دن اسے کون چھڑانے آتا ہے جس دن صرف درندوں ہی کا راج ہوگا اور سوائے میرے کوئی اس کا چرانے والا نہ ہوگا۔ اس پر لوگوں نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا، سبحان اللہ! بھیڑیا اور باتیں کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ابوبکرؓ وعمرؓ بھی، حالانکہ وہ اس وقت وہاں مجلس میں موجود بھی نہ تھے (۵۲)۔

رسول اللہ ﷺ زمانہ باسعادت میں درندوں کا آدمیوں کی طرح کلام کرنا:

حضرت ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ باسعادت میں ایک بھیڑیا نے جنگل میں چرنے والی ایک بکری پر حملہ کر کے اُس کو پکڑ لیا، چرواہے نے بھیڑیا کا پیچھا کر کے اُس سے اپنی بکری چھڑالی، بھیڑیا اپنی دُم دبا کر بیٹھ گیا اور یوں بولا: او چرواہے! تجھے اللہ کا خوف نہیں آتا اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق عطا فرمایا تھا اور تو نے اُس کو مجھ سے چھین لیا، بھڑیے کا کلام سن کر چرواہا کہنے لگا، کتنے تعجب کی بات ہے کہ بھیڑیا انسانوں کی طرح کلام کررہا ہے؟

بھیڑیا بولا میں تجھے اس سے بھی عجیب بات سناتا ہوں اور وہ یہ کہ محمد ﷺ یثرب میں لوگوں کو وہ خبریں بتارہے ہیں جو گذر چکی ہیں۔ چرواہا اپنی بکریاں ہانکتا ہوا مدینہ طیبہ پہنچا، بکریوں کو

ایک جگہ چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اور آپ کو سارا ماجرا سنایا ۔رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کے لیے جمع ہونے کا حکم دیا، جب لوگ جمع ہوگئے، تو رسول اللہ ﷺ نے اُس چرواہے سے کہا کہ وہ واقعہ سب کے سامنے دوبارہ سناؤ!، جب چرواہے نے وہ سارا واقعہ سنایا، تو آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کرنے لگیں۔(۵۳)

حیوانات کا اپنی زبان میں کلام کرنا تو معروف ومشہور بات ہے لیکن ایسی زبان میں کلام کرنا جو انسانوں کے درمیان مستعمل ہو سرِ دست ہمارے حواس کے ادراک سے باہر ہے۔رسول اللہؐ نے یہاں خود بھی اس کی تصدیق فرمائی اور ابوبکرؓ وعمرؓ کی عدم موجودگی میں ان کی جانب سے بھی اس کی تصدیق فرمادی۔ گویا آپ کو ان پر اتنا اعتماد تھا کہ جس امر کی تصدیق آپ فرمالیں پھر وہ خواہ کتنا ہی بعید از عقل کیوں نہ ہو اس کی تصدیق میں یہ جاں نثار بھی کوئی شک وشبہ نہیں کریں گے۔

ایک بیل کا کلام کرلینا عقل کے نزدیک کوئی محال امر نہیں صرف عام عادت کے خلاف بات ہے۔ قیامت کے قریب عالم غیب سے پردہ اٹھنے کا زمانہ جتنا قریب آتا جائے گا اسی قسم کی کئی خلاف عادت باتیں ظاہر ہوتی چلی جائیں گی۔

اونٹوں کا رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی شہادت واعتراف:

اونٹوں کا اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے سامنے قربانی کے لیے پیش کرنا:

حضرت عبداللہ بن قرطؓ فرماتے ہیں کہ عید الأضحیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے قربانی کے لیے چھ اونٹ لائے گئے ،وہ تمام اونٹ آپ کی طرف جھوم جھوم کر بڑھنے لگے کہ جس سے چاہیں آپ ابتدا فرمائیں (۵۴)

اونٹ کا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر سے مدینہ طیبہ واپس آرہے تھے کہ قبیلہ بنو نجار کے ایک باغ کے پاس پہنچے تو اس میں ایک اونٹ تھا جو ہر اُس شخص پر حملہ آور ہوتا جو اُس باغ میں جانا چاہتا تھا، رسول اللہ ﷺ باغ میں تشریف لائے اور اُس اونٹ کو آواز دی تو وہ اپنا ہونٹ لٹکائے ہوئے آیا اور آپ کے سامنے گھٹنے ٹیک کے بیٹھ گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی مُہار لاؤ، آپ نے مُہار اُس اونٹ کے ناک میں ڈالی اور اونٹ مالک کے حوالہ کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، کافر انسانوں اور جنات کے علاوہ زمین و آسمان میں ایسی کوئی بھی مخلوق نہیں جسے اس بات کا یقین نہ ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ (۵۵)

اونٹوں کا اپنے مالکوں کے بارے میں شکایت کرنا:

۱۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے شریک سفر تھے ایک وادی میں قیام کے دوران ایک اونٹ دوڑتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا، رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا تمہیں معلوم ہے یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اس بارے اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ اپنے مالک کی شکایت لے کر آیا ہے۔ یہ اونٹ کہہ رہا تھا کہ اس کا مالک سالہاسال تو اس سے کھیتی باڑی کا کام لیتا رہا، کام کی زیادتی اور چارہ کی کمی کی وجہ سے دُبلا اور خارشی ہو گیا ہے اور اُس کا مالک خارش کا بہانہ بنا کر اُس کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا جاؤ اس اونٹ کے مالک کو بلا کر میرے پاس لے آؤ، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اونٹ کے مالک کو نہیں پہچانتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کے ساتھ جاؤ یہ خود ہی تمہیں اپنے مالک کے بارے میں بتا دے گا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں وہ اونٹ تیز تیز میرے آگے آگے چلنے لگا اور قبیلہ بنو خطمہ کے کچھ لوگ ایک جگہ جمع تھے وہاں اونٹ کھڑا ہو گیا، میں نے پوچھا اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں اس کا مالک ہوں میں نے کہا چلو تمہیں رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔

جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا تمہارا اونٹ یہ شکایت کر رہا ہے کہ تم سالہاسال اس سے کھیتی باڑی کا کام لیتے رہے ہو، کام کی زیادتی اور چارہ کی کمی کی وجہ سے دُبلا اور خارش زدہ ہو گیا ہے اور اب تم خارش کا بہانہ بنا اُس کو ذبح کرنا چاہتے ہو۔ اس شخص نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول برحق بنا کر بھیجا ہے حقیقت حال تو اِسی طرح ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کیا تم اِس اونٹ کو میرے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہے؟ اُس کہا جی ہاں، آپ نے اس

اونٹ کوخرید کر چراگاہ میں آزاد چھوڑ دیا جس کی وجہ وہ خوب فربہ اور صحت مند ہو گیا، حسب ضرورت رسول اللہ ﷺ اُس سے کام لے لیا کرتے تھے(۵۶)۔

۲۔ حضرت یعلی بن مرہؓ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ دوران سفر ہمارا گذر ایک اونٹ کے پاس ہوا جس سے کھیتی کو پانی دیا جاتا تھا، اونٹ نے جب رسول اللہ کو دیکھا تو بلبلایا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی، رسول اللہ ﷺ اُس اونٹ کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟ جب اونٹ کا مالک آ گیا تو آپ نے فرمایا تم اس اونٹ کو میرے ہاتھ فروخت کر دو، تو مالک نے کہا نہیں یارسول اللہ میں یہ اونٹ آپ کو بطور ہدیہ کے پیش کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تم اسے میرے ہاتھ فروخت کر دو، اُس شخص نے وہی جواب دیا اور ساتھ ہی عرض کرنے لگا یارسول اللہ یہ اونٹ ایسے گھرانے کا ہے جن کے پاس اس اونٹ کے علاوہ روزی کمانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نے اس کا حال بتا دیا تو سنو! یہ اونٹ شکایت کر رہا تھا کہ مجھ سے کام تو بہت لیا جاتا ہے اور چارہ کم دیا جاتا ہے، یاد رکھو! اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو(57)

۳۔ حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور چپکے سے ایک بات مجھ سے کہی جو میں کسی شخص کے سامنے کبھی ظاہر نہیں کروں گا۔ حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو رفع حاجت کے لیے ایسی جگہ پسند تھی جہاں کے کھجوروں کے درخت ہوں، چنانچہ آپ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے، اچانک ایک اونٹ آپ کے سامنے آیا جب اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اس نے ایک آواز نکالی اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سر اور کنپٹی پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان سامنے اور اُس نے کہا، یارسول اللہ یہ میرا اونٹ ہے، آپ نے فرمایا یہ جانور جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری ملکیت میں دے رکھا ہے تمہیں اللہ کا خوف نہیں آتا؟ اس اونٹ نے اس وقت یہ شکایت کی ہے کہ

تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کو مار مار کر گھلائے جا رہے ہو(۵۸)۔

اونٹ کا رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ آیا اور اس نے رسول اللہ کو سجدہ کیا۔ یہ منظر دیکھ کر آپ کے صحابہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ کو جانور اور درخت بھی سجدہ کرتے ہیں تو ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو، اگر میں کسی کو یہ اجازت دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرے تو عورت کو اجازت دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، اگر اس کا شوہر اسے یہ حکم دے کہ وہ زرد پہاڑ کو سیاہ پہاڑ کی جگہ اور سیاہ پہاڑ کو زرد پہاڑ کی جگہ اٹھا کر رکھدے تو اِس کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اس کام کے لیے بھی تیار ہو جائے(۵۹)

خچر کا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنا:

حضرت شیبہؓ فرماتے ہیں غزوہ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا مجھے کنکریاں اٹھا کر دو، جس خچر پر رسول اللہ ﷺ سوار تھے وہ فوراً نیچی ہوکر زمین پر اتنی جھک گئی کہ اس کا پیٹ زمین کے قریب ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے تھوڑی سی کنکریاں زمین سے اٹھالیں اور قبیلہ ہوازن کی جانب ان کو پھینک دیا اور فرمایا: شَاهِتِ الوُجُوهُ حم فَهُمْ لاَ يُنْصَرُوْنَ اور دشمن میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہیں تھا جس کی آنکھوں میں وہ مٹی نہ پہنچی ہو۔ اس کے فوراً بعد دشمن میدان سے بھگ کھڑا ہوا(۶۰)۔

آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کے بارے میں گوہ کی شہادت:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ نے ایک دیہاتی شخص کو اسلام کی دعوت دی، دیہاتی نے کہا جب تک یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے میں اس وقت تک ایمان نہیں لاسکتا۔

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَا ضَبُّ ، فَتَكَلَّمَ الضَّبُّ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ يَفْهَمُهُ الْقَوْمُ جَمِيعًا :لَبَّيْکَ وَسَعْدَيْکَ يَا رَسُولَ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، فَقَالَ لَهُ

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَنْ تَعْبُدُ ؟ قَالَ :الَّذِي فِي السَّمَاءِ عَرْشُهُ ، وَفِي الْأَرْضِ سُلْطَانُهُ ، وَفِي الْبَحْرِ سَبِيلُهُ ، وَفِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهُ ، وَفِي النَّارِ عَذَابُهُ ، قَالَ : فَمَنْ أَنَا يَا ضَبُّ ؟ قَالَ :أَنْتَ رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ، قَدْ أَفْلَحَ مَنْ صَدَّقَكَ ، وَقَدْ خَابَ مَنْ كَذَّبَكَ ، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ :أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّااللهُ ، وَأَنْتَ رَسُولُ اللهِ حَقًّا ،(۶۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے گوہ بتلا میں کون ہوں؟ گوہ نے نہایت فصیح عربی زبان میں گفتگو کی جسے تمام حاضرین نے سنا اور سمجھا۔گوہ نے کہا اے رب العالمین کے رسول میں حاضر ہوں اور آپ کی فرمانبردار ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بتلا تو کس کے نام کی تسبیح کرتی ہے؟ وہ بولی جس کا عرش آسمان پر ہے،جس کا حکم زمین پر نافذ ہے جس نے سمندر میں راستے بنائے جس کی رحمت کا مظہر جنت ،جس کے عذاب کا منظر دوزخ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بتلا میں کون ہوں؟ اُس نے جواب دیا آپ رب العالمین کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں وہی شخص کامیاب وکامران ہوگا جس نے آپ پر ایمان لایا اور وہ شخص تباہ و برباد ہوگا جو آپ پر ایمان نہیں لائے گا۔گوہ کی شہادت سن کر وہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔

غار حرا کے منہ پر مکڑی کا جالا تن دینا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے دیکھا کہ مشرکین کے قدم ہمارے قریب آچکے تھے اور ہم غار میں موجود تھے تو میں نے گھبرا کر عرض کیا یارسول اللہ! اگر ان میں سے کسی کی ذرا بھی اپنے قدموں کی طرف نظر پڑ گئی تو وہ فوراً ہمیں دیکھ لے گا،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہونا چاہیے جن کا نگہبان تیسرا اللہ تعالی رہے(۶۲) ۔اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مشرکین مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے غار کے دھانے تک پہنچ گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ غار کے دھانے پر مکڑی نے جالا تن دیا تھا،اس کو دیکھ کر مشرکین مکہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ اگر رسول اللہ اس غار میں داخل ہوئے ہوتے تو مکڑی کا جالا نہ ہوتا، یہ کہہ کر مشرکین واپس چلے گئے(۶۳)۔

حیوانات کی گفتگو اور ان کی شہادت دینا اگر بطور عادت وفطرت نقل کی جائے تو بیشک تعجب کرنا چاہئے اگر بطریق معجزہ منقول ہو تو اس پر تعجب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے معجزات تمام خارق عادات ہی ہوتے ہیں اور اکثر معجزات تواتر سے ثابت ہیں ۔یہاں حیوانات کی شہادت میں لفظ رسول اللہ کے ساتھ خاتم النبیین کا ایسا ہی ہے جیسا کہ آیت قرآنی میں یہ دونوں لفظ یکجا رکھے گئے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی رسالت کا صحیح اور پورا مفہوم اسی وقت ادا ہوتا ہے جبکہ آپ کو خاتم النبیین بھی سمجھا جائے۔آپ کی صرف رسول اللہ کہنا اور خاتم النبیین نہ کہنا آپ کی حیثیت کے صرف ایک جزء ہی کو اداء کرتا ہے اور وہ بھی مشترک جزء کو۔آپ کے منصب عالی کا ممتاز جزء خاتم النبیین ہے لیکن چونکہ یہ دونوں حیثیتیں آپ کی ذات میں جمع تھیں اور اس طرح جمع تھیں گویا ایک ذات کے دو عنوان ہیں۔

اس لئے عام طور پر صرف اقرارِ رسالت ختم نبوہ کے اقرار کے لئے کافی سمجھا گیا تھا جیسا کہ کلمہ توحید کا۔اس کا اقرار گو رسالت کے اقرار سے ایک جداگانہ شئے ہے مگر جو توحید آپ کی حکم برداری میں تسلیم کی جائے وہ اقرار بالرسالۃ کو ہم معنی تھی اس لئے بعض احادیث میں صرف کلمہ توحید کی شہادت کو مدار نجات قرار دیدیا گیا ہے، اسی طرح آپ کی رسالت اور ختم نبوت کا مسئلہ سمجھنا چاہئے۔

نباتات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار واعتراف:

کیکر کے ایک درخت کا آپ کی نبوت کی شہادت دینا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک سفر تھے،ایک دیہاتی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ نے فرمایا کیا تم اس بات کی گواہی دو گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، دیہاتی نے کہا آپ کی اس بات پر کوئی اور بھی گواہی دے گا آپ نے فرمایا جی ہاں، یہ کیکر کا درخت میری نبوت کی گواہی دے گا۔کیکر کا وہ درخت وادی کے کنارہ پر کھڑا تھا آپ نے اُس کو پکارا تو وہ درخت زمین چیرتا ہوا آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔رسول اللہ ﷺ نے تین بار اُس سے گواہی طلب کی اُس نے تینوں بار یہ گواہی دی جیسا کہ آپ نے فرمایا،اس کے بعد وہ درخت

واپس اپنی جگہ پر چلا گیا (۶۴)

درختوں کا رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونا:

۱۔ حضرت جابر فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے ایک مقام میں قیام کے دوران رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جانے لگے تو میں بھی پانی کا لوٹا لے کر آہستہ آہستہ آپ کے پیچھے چلنے لگا، وادی کے کونے پر رسول اللہ ﷺ نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی ایسی کوئی جگہ نہ تھی جس سے آپ پردہ کر سکتے۔ وادی کے کنارے دو درخت الگ نظر آئے آپ نے ایک درخت کی شاخ کو پکڑ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرے کہنے پر چلو اور میرا حکم مان، وہ درخت رسول اللہ ﷺ کا حکم سن آپ کے ساتھ اس طرح چلنے لگا جیسے کوئی اونٹ اپنی نکیل کھینچنے والے کے ساتھ چلتا ہو، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ دوسرے درخت کے پاس پہنچے اور اُس کو بھی یہی فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرے کہنے پر چلو اور میرا حکم مان، وہ درخت چلنے لگا، اس کے بعد رسول اللہؐ نے اُن دونوں درختوں کو حکم دیا کہ آپس میں اس طرح مل جاؤ کہ تمہارے درمیان کوئی خالی جگہ نہ رہے، آپ کا حکم سنتے ہی وہ درخت آپس میں جڑ گئے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں اس کے بعد میں فوری طور پر اُس جگہ سے دور ہٹ گیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ میرا قریب ہونا محسوس نہ فرمالیں۔ میں ذرا دُور ہٹ کر بیٹھ گیا اور اپنے دل سے باتیں کرنے لگا، اسی اثنا میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر واپس تشریف لا رہے ہیں وہ دونوں درخت اپنی جگہوں پر واپس جا کر اپنے اپنے تنوں پر پہلے کی طرح کھڑے ہو گئے (۶۵)۔

۲۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک جنگل بیابان میں لشکر نے پڑاؤ ڈالا جہاں دور تک کوئی درخت دکھائی نہیں دیتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا جابر میرے ساتھ آؤ اور قضائے حاجت کے لیے کوئی معقول جگہ دیکھو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک جنگل میں کوئی بھی پردہ کی جگہ نظر نہیں آ رہی، البتہ جنگل کے ایک کونے پر دو درخت فاصلے پر کھڑے ہیں اگر وہ یکجا ہو جائیں تو آپ کے لیے پردہ کی جگہ بن سکتی ہے، رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا جاؤ ان دونوں درختوں

سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم دونوں مل جاؤ۔

جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا حکم اُن درختوں کو سنایا تو فوراً وہ دونوں درخت ایک دوسرے سے ایسے مل گئے گویا وہ دونوں ایک ہی جڑ میں لگے ہوئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے، جب آپ فارغ ہوئے تو مجھے حکم دیا جاؤ اِن دونوں درختوں سے جا کر کہہ دو کہ اب رسول اللہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم دونوں اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ اور جیسے پہلے تھے اسی طرح علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ، رسول اللہ ﷺ کا حکم سن کر دونوں درخت اپنی اپنی جگہ پر واپس چلے گئے (٦٦)۔

ایک درخت کا آپ کو سلام کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت لینا

حضرت یعلی بن مرہؓ فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے ایک مقام پر قافلہ نے آرام کرنے کی غرض سے پڑاؤ ڈالا، رسول اللہ ﷺ وہاں آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئے، میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی طرف آ رہا ہے اور آپ کے قریب آ کر آپ کو ڈھانپ کر آپ پر سایہ کر لیا اور کچھ دیر کے بعد وہ درخت واپس اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو میں نے یہ ماجرا آپ کو سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی تھی کہ اللہ کے رسول کو سلام کرے تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو اجازت دے دی تھی (٦٧)

کھجور کے خوشہ کا رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کرنا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ قبیلہ بنو عامر کا ایک شخص جو مختلف امراض کا معالج تھا (یعنی دوا اور علاج کیا کرتا تھا)، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ ایسی ویسی باتیں کرتے ہیں، میں ایک ماہر طبیب و معالج ہوں، کیا میں آپ کا علاج نہ کروں؟ اور آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں، اُس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ مجھے اپنی نبوت کی نشانی دکھلا سکتے ہیں؟

اُس شخص کے قریب کھجور کا ایک درخت تھا جس پر کھجوریں لگی ہوئیں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور پر لگے ہوئے ایک خوشہ کو اشارہ فرمایا تو کھجور کا وہ خوشہ زمین پر سجدہ کرتا

اور پھر اوپر اٹھتا اسی طرح سجدہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا اور آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اُس خوشہ سے فرمایا اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔

پھر اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم آج کے بعد آپ نے جو کچھ بھی فرمایا میں اُسے کبھی نہیں جھٹلاؤں گا۔ یہ سن کر کھجور کا خوشہ بھی بول اٹھا اور کہنے لگا اے عامر بن صعصہ، اللہ کی قسم آج کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا میں بھی اُسے کبھی نہیں جھٹلاؤں گا (۶۸)

کھجور کے ایک خوشہ کا آپ کی نبوت کی شہادت دینا:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک دیہاتی شخص حاضر ہوا، اور کہنے لگا میں کیسے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر میں کھجور کے اس خوشہ کو بلاؤں اور وہ آ کر یہ شہادت دے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں (تو تم مان جاؤ گے؟) آپ نے کھجور کے خوشہ کو آواز دی فوراً وہ اُترنے لگا اور اُترتے اُترتے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپڑا، اس کے بعد آپ نے فرمایا واپس چلا جا وہ چلا گیا، یہ منظر دیکھ وہ دیہاتی مسلمان ہوگیا (۶۹)۔

جمادات کا رسول اللہ کی نبوت کا اقرار و اعتراف:

آپ کے دستِ مبارک میں کنکریوں کا تسبیح پڑھنا

حضرت اُبوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی تشریف لے آئے اُس وقت رسول للہ ﷺ کے ہاتھ میں سات یا نو کنکریاں تھیں وہ کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ اُن کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح میں نے صاف صاف سن لی

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وہ کنکریاں پھر سے تسبیح پڑھنے لگیں پھر اُن کنکریوں کو جب زمین پر رکھ دیا گیا تو وہ خاموش ہوگئیں اس کے بعد آپ نے وہ کنکریاں حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وہ کنکریاں پھر سے تسبیح پڑھنے لگیں پھر اُن کنکریوں کو جب زمین پر رکھ دیا گیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ بھی تشریف لے آئے اُس وقت رسول اللہ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں اُن کی آواز شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح میں نے صاف صاف سن

لی پھر آپ نے اُن کنکریوں کو زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں (۷۱)

استوانہ حنانہ کا آپ کے فراق میں بچوں کی طرح بلبلا کر رونا:

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں ایک انصاری عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ میرا ایک غلام ہے جو عمدہ قسم کا بڑھئی کا کام جانتا ہے اگر آپ کی اجازت ہو تو میں آپ کے لیے منبر تیار کرا دوں جس پر بیٹھ کر آپ خطبہ ارشاد فرمایا کریں، آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو تیار کرادو، جب جمعہ کا دن آیا اور منبر تیار ہو کر آ گیا اور آپ اُس پر خطبہ دینے کے لیے تشریف فرما ہوئے تو کھجور کا وہ تنا جس کا سہارا لیکر آپ اس سے پہلے خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے ایسا چیخ چیخ کر رونے لگا گویا غم کے مارے پھٹ جائے گا۔

اس کے نالہ و بکا پر رسول اللہ ﷺ منبر سے اُترے اور آپ نے آ کر اس کو گلے لگایا تو اِس طرح سسکنے لگا جیسا کہ روتے ہوئے بچے کو بہلا کر خاموش کرتے ہیں تو وہ سسکیاں لینے لگتا ہے، یہاں تک کہ وہ بالکل خاموش ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اس لیے رویا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سنا کرتا تھا اور اب اُس محرومی کیوجہ سے رو رہا ہے (۷۱)۔

بعثت سے قبل ایک پتھر کا رسول اللہ ﷺ کو سلام کرنا

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں اس پتھر کو خوب جانتا ہوں جو میری بعثت سے قبل مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ میں اب بھی جب اُس پتھر کے پاس سے گذرتا ہوں تو اُسے اچھی طرح پہچانتا ہوں (۷۲)

پہاڑوں اور درختوں کا آپ پر درود وسلام پڑھنا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے مکہ مکرمہ کے مضافات میں گئے ہم جس پہاڑ یا درخت کے پاس سے گذرتے تو کہتا: **الصلوٰۃُ والسَّلاَمُ عَلَیکَ یَارَسُولَ اللہ** (۷۳)

اُحد پہاڑ کا فرطِ مسرت کی وجہ سے ہلنا:

حضرت انس فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ اُحد پہاڑ پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ حضرت اُبوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی تھے کہ اچانک اُحد پہاڑ ہلنے لگا، سول اللہؐ نے اس پر زور سے پیر مار کر فرمایا ٹھہر جا، تیرے اوپر ایک

نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں (۷۴)۔

آپ کے جسمانی فضلات کو زمین کا نگل جانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں دیکھا کرتی ہوں کہ آپ بیت الخلاء میں تشریف لیجاتے ہیں پھر وہاں سے واپس آتے ہیں اس کے بعد جو شخص آپ کے بعد جاتا ہو وہ آپ کے فضلہ کا کوئی نشان تک نہیں پاتا ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے خارج شدہ فضلہ کو جذب کرلے(۷۵)

بکری کے دست کا آپ کو زہر آلود کھانے کی اطلاع دینا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے بطور ہدیہ کے پیش کیا، آپ نے بکری کے گوشت کا ایک ٹکڑا کھانے کے ارادہ سے اٹھایا اور آپ کے بعض صحابہ کرامؓ نے گوشت میں کچھ کھا لیا، آپ نے فرمایا کھانے سے ہاتھ اُٹھالو۔اور اس یہودی عورت کو بلایا، جب وہ عورت آگئی تو آپ نے پوچھا کہ کیا تم نے اِس بکری میں زہر ملایا ہے؟ اُس عورت نے کہا کہ آپ کو کس نے بتایا؟ رسول اللہؐ نے دست کے ٹکڑے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔یہ سن کر وہ عورت بولی جی ہاں میں نے اپنے دل میں کہا تھا اگر یہ نبی برحق ہونگے تو ان کو یہ زہر کیا نقصان دیگا اور اگر نبی برحق نہ ہوئے تو ان سے ہماری جان چھوٹ جائے گی(۷۶)

بتوں کا چھڑی کے اشارہ سے زمین پر گرنا:

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں جب مکہ المکرّمہ فتح ہوا، تو رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو اس وقت تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ چھڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے وقت جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ ا لبَاطِلُ فرماتے جاتے تھے، تو تمام بت ایک ایک کر کے خود بخود زمین پر گرتے جاتے تھے(۷۷)۔

رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا اور درخشاں معجزہ جس سے عالم افق جگمگا اٹھا وہ قرآن کریم ہے۔معجزات خواہ کتنے ہی بعید از قیاس کیوں نہ ہوں مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتے، رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت چونکہ تمام عالم کے لئے تا قیامت ہے۔اس

لئے اللہ جل شانہ نے آپ کو جملہ اقسام عالم سے معجزات اور نشانات عطاء فرمائے تاکہ عالم کی ہر چیز آپ کی نبوت کی دلیل اور برہان ہو اور دنیاء کی کوئی نوع ایسی باقی نہ رہے کہ جو آپ کی نبوت کی شہادت نہ دے اس لئے معجزہ نبوت کی دلیل اور برہان ہوتا ہے۔ پس جبکہ عالم کی تمام انواع واقسام میں سے آپ کے معجزات ہوں گے تو عالم کی تمام انواع واقسام آپ کی نبوت ورسالت کی شاہد وگواہ ہوں گی۔

تمام انبیاء کرام پر آپ کی برتری روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ آپ کے تنہا معجزات تمام انبیاء کے کل معجزات سے زیادہ ہیں اور کسی کو نبوت میں شک اور شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اللہ جل شانہ نے آپ کو جو معجزات عطاء فرمائے وہ دو قسم کے ہیں ایک عقلی اور دوسری حسّی۔

عقلی معجزات کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو دانشمند ہوتے ہیں۔اور حسی معجزات وہ خارق عادت اُمور ہیں کہ جن کا ادراک حوس سے ہوتا ہے ایسے معجزات کے طلب گار اکثر وہی لوگ ہوتے ہیں جن کو عقلی اُصول سمجھنے کا سلیقہ نہیں ہوتا یا ضدی اور عنادی ہوتے ہیں۔

حق اور سچ تو یہ ہے کہ نبی اُمی فداء نفسی وابی واُمی ﷺ کے لیے کسی معجزہ اور نشان کی ضرورت نہیں آپ کی صورت وسیرت آپ کی رفتار وگفتار، آپ کے انتظام اور تدبیر خلائق اور سیاست مُلکیہ پر نظر کی جائے کہ آپ نے کس طرح مختلف طبیعتوں اور متضاد مزاجوں کو ایک قانون الٰہی کا شیدائی بنا دیا۔

☆☆☆☆

مصادر و مراجع اور حواشی

(۱) الاسراء:۵۹، الأنعام:۶۵، آل عمران:۴۹، العنکبوت:۵۰، طہ:۱۳۳۔

(۲) ابن کثیر الامام أبی الفداء اسماعیل بن کثیر (م:747ھ) السیرۃ النبویۃ ،۲:۱۰۶دار المعرفۃ، بیروت،۱۹۷۱ء

(۳) ابن تیمیہ، تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم ،(م:۷۲۸ھ) اَلجَوابُ الصَّحِیْحُ لِمَنْ بَدَّلَ دینَ الْمَسِیح، باب :التحقیق فی اسم المعجزۃ والآیۃ والکرامۃ وإطلاقھن، ۵:۴۱۲ دار العاصمۃ الریاض، ۱۹۹۹ء

(۴) القصص:۳۲ (۵) الأعراف:۷۳ (۶) الأنفال:۱۷

(۷) الاعراف:۱۷۲ (۸) النساء: ۱۶۵ (۹) القصص:۳۲

(۱۰) ابن تیمیۃ، تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم (م:۷۲۸ھ) الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح، ۶: ۳۷۸

(۱۱) ایضاً،۳:۲۱

(۱۲) البیھقی، أبو بکر أحمد بن الحسین بن علی (۴۵۸ھ دلائل النبوۃ، ۱: ۱۰، دار الکتب العلمیۃ ۱۹۸۸ء

(۱۳) النووی، أبو زکریا یحیی بن شرف، المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ۱:۲، دار إحیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۹۲ھ

(۱۴) العسقلانی، أبو الفضل أحمد بن علی بن حجر، (م:۸۵۲) فتح الباری شرح صحیح البخاری، ۶:۵۵۲، دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۷۹ھ

(۱۵) قاضی أبو الفضل عیاض الیحصبی (م: ۵۴۴ھ)، الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ۱:۲۵۳، دار الفکر، بیروت۔

(۱۶) ابن تیمیہ، تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم ،(م:۷۲۸ھ) اَلجَوابُ الصَّحِیْحُ لِمَنْ بَدَّلَ دینَ الْمَسِیح، باب : أدلۃ قرآنیۃ علی مجیء الرسل بالآیات، ۶: ۳۸۰

(۱۷) ایضاً، باب : تصنیف العلماء فی آیات النبوۃ، ۶ :۳۷۷

(۱۸) ابن الندیم،ابوالفرج محمد بن اسحاق، الفہرست، ۱ :۳۲۳، دارالمعرفۃ بیروت، ۱۹۷۸ء

(۱۹) الذہبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد، (م:۷۴۸ھ) سیر أعلام النبلاء، ۱۳: ۶۵، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۸۸ء۔

(۲۰) اسماعیل پاشا البغدادی، ہدیۃ العارفین أسماء المؤلفین وآثار المصنفین، ۱: ۲۰۷، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۵۱ء

(۲۱) الذہبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد، (م:۷۴۸ھ) سیر أعلام النبلاء، ۱: ۲۹۹

(۲۲) ایضاً، ۱۳: ۴۰۲

(۲۳) ابن الندیم، ابوالفرج محمد بن اسحاق، الفہرست، ۱: ۲۶۲

ii الکتانی محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشہور کتب السنۃ المصنفۃ، ۱: ۵۱ دارالبشائر الإسلامیۃ بیروت ۱۹۸۶ء

iii- البغدادی، اسماعیل پاشا بن محمد امین، ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، ۱: ۴۷۷، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۵۱ء

(۲۴) الکتانی محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفۃ لبیان مشہور کتب السنۃ المصنفۃ، ۱: ۴۵

ii- ابن الندیم، ابوالفرج محمد بن اسحاق، الفہرست، ۲: ۱۲۷

(۲۵) ابن الندیم، ابوالفرج محمد بن اسحاق، الفہرست، ۱: ۲۸۲

(۲۶) اسماعیل پاشا البغدادی، ہدیۃ العارفین أسماء المؤلفین وآثار المصنفین، ۱: ۳۵۹

(۲۷) الذہبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد، (م:۷۴۸ھ) سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۷۴

ii- الزرکلی، خیرالدین بن محمود بن محمد، (م:۱۳۹۶ھ)، الأعلام، ۳: ۱۲۱، دار العلم للملایین، بیروت، ۲۰۰۲ء

(۲۸) الذہبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد، (م:۷۴۸ھ) سیر أعلام النبلاء، ۱۵: ۷۴

ii- ابن الندیم، ابوالفرج محمد بن اسحاق، الفہرست، ۱: ۵۰

iii- اسماعیل پاشا البغدادی، ہدیۃ العارفین أسماء المؤلفین وآثار المصنفین، ۱: ۴۶۶

(۲۹) الذہبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد، (م:۷۴۸ھ) سیر أعلام النبلاء، ۱۶:۱۱۹

ii- الزرکلی، خیرالدین بن محمود بن محمد، (م: ۱۳۹۶ھ)، الأعلام، ۳:۱۲۱، دار العلم للملایین، بیروت، ۲۰۰۲ء

(۳۰) الذہبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد، (م:۷۴۸ھ) سیر أعلام النبلاء، ۱۴:۱۰۲

(۳۱) ایضاً۔۱۶:۳۲۶ (۳۲) ایضاً۔۱۷:۲۵۶

(۳۳) البغدادی، اسماعیل پاشا بن محمد امین، ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، ۱:۴۷۸

(۳۴) الذہبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد، (م:۷۴۸ھ) سیر أعلام النبلاء، ۱:۲۲۸

(۳۵) ایضاً، ۱:۱۳۵

(۳۶) الزرکلی، خیرالدین بن محمود بن محمد، (م:۱۳۹۶ھ)، الأعلام، ۱:۱۸۵

ii- الذہبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد، (م:۷۴۸ھ) سیر أعلام النبلاء، ۲۰:۸۴

(۳۷) ایضاً، ۱۸:۵۶۸ (۳۸) ایضاً، ۲۱:۱۹۱

(۳۹) البغدادی، اسماعیل پاشا بن محمد امین، ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، ۱:۲۰۷

(۴۰) الزرکلی، خیرالدین بن محمود بن محمد، (م:1396ھ)، الأعلام، ۱:۳۲۳

(۴۱) حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسامے الکتب والفنون، ۲:۲۰۱۸

(۴۲) البغدادی، اسماعیل پاشا بن محمد امین، ہدیۃ العارفین أسماء المؤلفین وآثار المصنفین، ۱:۱۰۲

(۴۳) الذہبی، شمس الدین أبوعبداللہ محمد بن أحمد، (م:۷۴۸ھ) سیر أعلام النبلاء، ۲۱:۴۱۶

(۴۴) الزرکلی، خیرالدین بن محمود بن محمد، (م:۱۳۹۶ھ)، الأعلام، ۱:۸۷

(۴۵) حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسامے الکتب والفنون، ۱:۶۰۷

(۴۶) البغدادی، اسماعیل پاشا بن محمد امین، ہدیۃ العارفین أسماء المؤلفین وآثار المصنفین، ۱:۲۴۴

(۴۷) ایضاً، ۲:۶۴

(۴۸) الزرکلی، خیرالدین بن محمود بن محمد، (م:۱۳۹۶ھ)، الأعلام، ۸:۲۱۸

(۴۹) النیسابوری، محمد بن عبداللہ (م:۴۰۵ھ) المستدرک علی الصحیحین، کتاب الہجرۃ، ۲:۱۰، دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۱۹۹۰ء۔

ii- البیھقی، أبوبکر أحمد بن الحسین بن علی (۳۸۴.۴۵۸ھ) دلائل النبوة، ۱: ۲۸۰

iii- البغوی،الحسین بن مسعود(م:۵۱۶ھ)، شرح السنة ،باب تحریم اللعب بالنرد،۱۳: ۲۶۴، المکتب الإسلامی،دمشق، 1403ھ۔

(۵۰) امام أحمد بن حنبل(م: 241ھ) ،مسند أحمد بن حنبل،۴۱: ۳۲۰،مؤسسة الرسالة بیروت،۱۹۹۹ء

ii- الموصلی،أبو یعلی أحمد بن علی(م:۳۰۷ھ)مُسند أبی یعلی،۴: ۱۹۵،مکتبہ التراث للبرمیجات،الریاض،۲۰۰۷ء

iii- أبوعمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر النمری،(م: ۴۶۳ھ) التمہید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید،۶: ۳۱۴ وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامیة،الریاض،۱۳۸۷ھ۔

(۵۱) الطبرانی،ابوالقاسم سلیمان بن احمد،المعجم الأوسط،۵: ۳۵۸،دارالحرمین، قاہرہ،۱۴۱۵ھ

ii- البیہقی ،أبو بکر أحمد بن الحسین بن علی (م:۴۵۸ھ) دلائل النبوة ۶: ۳۵،دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۸۸ء۔

iii- ابن عساکر،حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن،(م:۵۷۱ھ)تاریخ مدینہ دمشق، ۴: ۳۸۱، دارالفکر،بیروت،۱۹۹۵ء

iv- أبو الفضل جلال الدین عبد الرحمٰن أبی بکر السیوطی، الخصائص الکبری، ۲: ۳۶،۳۵،دار الکتب العلمیة ،بیروت ۱۹۸۵ء

v- شامی،الإمام محمد بن یوسف الصالحی -(م:۹۴۲ھ)،سبل الهدی والرشاد، فی سیرة خیر العباد، وذکر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله فی المبدأ والمعاد۹: ۵۱۹، دار الکتب العلمیة بیروت ،۱۹۹۳ء۔

(۵۲) البخاری ، أبو عبداللہ محمد بن إسماعیل الجعفی (م:۲۵۶ھ)، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأیامه (صحیح البخاری)،۳: ۱۲۸۰، دارابن کثیر،الیمامة -بیروت، 1987ء۔

(۵۳) أبوحاتم، محمد بن حبان، (م:۳۵۴ھ) صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان،۱۴: ۳۱۹، مؤسسة الرسالة، بیروت،۱۹۹۳ء۔

(۵۴) ابن خزیمہ ،أبوبکر محمد بن إسحاق ، النیسابوری،صحیح ابن خزیمة (م: ۳۱۱ھ)، ۴: ۲۹۴، المکتب الإسلامی، بیروت ،۱۹۷۰ء

(۵۵) الدارمی، أبومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن الدارمی (م:۲۵۵ھ)، ۱:۲۴، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

(۵۶) الطبرانی، أبوالقاسم سلیمان بن أحمد، المعجم الأوسط (م: ۳۶۰ھ)، ۹:۵۲، دار الحرمین، القاهرة، ۱۴۱۵ھ

ii- الہیثمی، حافظ نور الدین علی بن أبی بکر (م:۸۰۷ھ) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۸:۲۸۹، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۲ء

(۵۷) امام أحمد بن حنبل (م:۲۴۱ھ)، مسند أحمد بن حنبل، ۴:۱۷۳، عالم الکتاب، بیروت، ۱۹۹۸ء۔

(۵۸) الموصلی، أبو یعلی أحمد بن علی بن المثنی (م:۳۰۷ھ)، مسند أبی یعلی، ۱۲:۱۵۷، دار المأمون للتراث، دمشق، ۱۹۸۴ء۔

(۵۹) امام أحمد بن حنبل (م:۲۴۱ھ)، مسند أحمد بن حنبل، ۶:۶۷، عالم الکتاب، بیروت، ۱۹۹۸ء۔

(۶۰) السیوطی، ابوالفضل جلال الدین عبد الرحمٰن بن الکمال (م:۹۱۱ھ)، الخصائص الکبریٰ، ۱:۳۴۹، دارلکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

ii- شامی، امام محمد بن یوسف الصالحی، (م:۹۴۲ھ) سبل الهدی والرشاد، فی سیرة خیر العباد، ۵:۳۲۴

(۶۱) الطبرانی، أبوالقاسم سلیمان بن أحمد، المعجم الأوسط (م: ۳۶۰ھ)، ۲:۱۵۳، دار الحرمین، القاهرة، ۱۴۱۵ھ

ii- الہیثمی، حافظ نور الدین علی بن أبی بکر (م: ۸۰۷ھ) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۸:۲۴۸، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۲ء

iii- السیوطی، ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن الکمال (م:۹۱۱ھ)، الخصائص الکبریٰ، ۲:۱۰۰

(۶۲) البخاری، أبوعبداللہ محمد بن إسماعیل الجعفی (م:۲۵۶ھ) صحیح البخاری، ۴:۱۷۱۲ تفسیر سورة التوبة،

(۶۳) الطحاوی، أبوجعفر أحمد بن محمد بن سلامة الأزدی الحجری المصری (م: ۳۲۱ھ) شرح مشکل الآثار، ۱۵:۵، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۱۹۹۴ء۔

ii- أبوعمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر النمری، (م: ۴۶۳ھ) التمهید لما فی الموطأ من المعانی والأسانید، ۶:۳۱۴ وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامیة، ۱۳۸۷ھ۔

(۶۴) الدارمی ،أبو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن ،سنن الدارمی (م:۲۵۵ھ)، ۱:۲۲، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

ii- الموصلی،أبو یعلی أحمد بن علی (م:۳۰۷ھ) مُسند أبی یعلی، ۱۰:۳۴، دار المامون للتراث، دمشق ،۱۹۸۴ء۔

(۶۵) القشیری،أبو الحسین مسلم بن الحجاج النیسابوری(م:۲۶۱ھ)،الجامع الصحیح المسمی صحیح مسلم، ۵:۱۰۹،دارالجیل بیروت ۔

(۶۶) الہیثمی للحافظ نور الدین علی بن أبی بکر المتوفی سنۃ ۸۰۷ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۸:۲۸۸،دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۲ء

(۶۷) امام أحمد بن جنبل(م: 241ھ)،مسند أحمد بن حنبل،۴:۱۷۳، عالم الکتاب، بیروت،۱۹۹۸ء

ii- البغوی،الحسین بن مسعود،شرح السنۃ للإمام البغوی(م: ۵۱۶ھ)، ۱۳:۲۹۶دار النشر لمکتب الإسلامی، بیروت ،۱۹۸۳ء

(۶۸) الموصلی،أبو یعلی أحمد بن علی(م: ۳۰۷ھ)مُسند أبی یعلی،۲:۴۹۴،مکتبۃ التراث للبرمیجات،الریاض،۲۰۰۷ء۔

ii- ابن عساکر،حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن،(م: ۵۷۱ھ) تاریخ مدینہ دمشق،۴:۳۶۲، دارالفکر، بیروت،۱۹۹۵ء۔

(۶۹) الترمذی، حافظ ابوعیسی محمد بن عیسی (م:۲۷۹ھ)،الجامع الصحیح سنن الترمذی، ۵:۵۹۴، دار إحیاء التراث العربی،بیروت۔

(۷۰) البیہقی ،أبوبکر أحمد بن حسین بن علی (م: ۴۵۸ھ)،دلائل النبوۃ، ۶:۶۴ دار الکتب العلمیہ بیروت ،۱۹۸۸ء

ii- الہیثمی ،حافظ نور الدین علی بن أبی بکر(م: ۸۰۷ھ) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ۵:۲۱۴ ،دار الفکر بیروت،۱۹۹۲ء

iii- الذہبی،شمس الدین محمد بن أحمد(م:۷۴۸ھ)،تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام، ۱:۳۵۲، کتاب العربی بیروت ،۱۹۸۷ء

iv- عماد الدین أبی الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (م۷۷۴:ھ)،البدایہ والنہایہ، ۸:۶۹۴ مرکز البحوث والدراسات بدار ہجر، قاہرہ،۱۹۹۷ء

۷- الشامی، لإمام محمد بن یوسف الصالحی (م:۹۴۲ھ)، سبل الهدی والرشاد، فی سیرۃ خیر العباد، وذکر فضائله وأعلام نبوته وأفعاله وأحواله فی المبدأ والمعاد، ۹:۵۰۳، دارالکتب العلمیة بیروت، ۱۹۹۳ء

(۷۱) البخاری، أبو عبدالله محمد بن إسماعیل (م:۲۵۶ھ) صحیح البخاری، ۲:۷۳۸، کتاب البیوع، باب السهولة والسماحة فی البیع والشراء۔

(۷۲) القشیری، أبو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم النیسابوری (م:۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح المسمی صحیح مسلم، ۵:۱۷۴

(۷۳) الدارمی، أبو محمد عبد الله بن عبدالرحمٰن، سنن الدارمی (م:۲۵۵ھ)، ۱:۲۲، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

ii- البغوی، الحسین بن مسعود (م:۵۱۶ھ) شرح السنة، باب تحریم اللعب بالنرد، ۱۳:۲۷۸، المکتب الإسلامی، بیروت، ۱۴۰۳ھ۔

(۷۴) الدارقطنی، علی بن عمر أبو الحسن، البغدادی، سنن الدارقطنی (م:۳۸۵ھ)، ۴:۱۹۶، دارالمعرفة - بیروت، ۱۹۶۶ء

(۷۵) السیوطی، ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن الکمال (م:۹۱۱ھ)، الخصائص الکبریٰ۔

(۷۶) السجستانی، أبوداؤد سلیمان بن اشعث (م:۲۷۵ھ)، سنن أبی داؤد، ۴:۲۹۴ دارالکتاب العربی، بیروت۔

(۷۷) الترمذی، حافظ ابوعیسی محمد بن عیسی (م:۲۷۹ھ)، الجامع الصحیح سنن الترمذی، ۵:۲۰۳، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔